توحید اللہ تعالیٰ کا بندوں پر اولین حق ہے

کلمۂ توحید

مفہوم اور تقاضے

تالیف

مجموعہ مشائخ کرام

ترجمہ

مولانا عبد الخالق مدنی حفظہ اللہ

توحید اللہ تعالیٰ کا بندوں پر اولین حق ہے

کلمۂ توحید

مفہوم اور تقاضے

تالیف

مجموعہ مشائخ کرام

ترجمہ

مولانا عبدالخالق مدنی حفظہ اللہ

کتاب

کلمہ توحید

مفہوم اور تقاضے

تالیف

مجموعہ مشائخ کرام

ترجمہ

مولانا عبدالخالق مدنی حفظہ اللہ

اشاعت ـــــــــــــ اگست 2023ء

فہرست

حصۂ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

بِسُمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوُلِ اللّٰهِ وَ عَلٰى آلِهِ وَ صَحُبِهِ وَمَنُ وَالَاهُ.

الحمد للہ "الأمانة العامة للأوقاف" اس مبارک رسالے کی طباعت اور نشرواشاعت کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ یہ رسالہ کلمۂ توحید پر مشتمل ہے جو اللہ سبحانہ و تعالی کی عبادت اور بندگی کے لیے اصل اور بنیاد ہے، اس لیے کہ جب تک کوئی مسلمان کلمۂ توحید اور اس کے تقاضوں سے مکمل آ گاہی حاصل نہیں کر لیتا، تب تلک اس کی عبادت درست نہیں ہوسکتی۔

اس مبارک کتابچے کے مضامین کو جمعیۃ إحیاء التراث الاسلامی کی ذیلی شاخ لجنۃ القارۃ الہندیہ کے جید علماء نے مرتب کیا ہے۔ اور اس کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس پر نظرِ ثانی اور اس کی تصحیح و تنقیح اور اس میں مفید معلومات کے اضافے کا کام ممتاز مذہبی اسکالرز اور فاضل مشائخ کرام نے کیا۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

1. فضیلۃ الشیخ / ڈاکٹر ناظم المسباح حفظہ اللہ
2. فضیلۃ الشیخ / حای الحای حفظہ اللہ
3. فضیلۃ الشیخ / ڈاکٹر خالد شجاع العتیبی حفظہ اللہ
4. فضیلۃ الشیخ / ڈاکٹر عثمان الخمیس حفظہ اللہ
5. فضیلۃ الشیخ / ڈاکٹر محمد ہشام طاہری حفظہ اللہ

6 فضیلۃ الشیخ / ڈاکٹر محمد محمدی النورستانی حفظہ اللہ

7 فضیلۃ الشیخ / ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد حفظہ اللہ

اللہ تعالی سب مشائخ کی حفاظت فرمائے اور ان کے علم و عمل میں برکت عطا کرے۔ ''الأمانة العامة للأوقاف'' نے جدید وسائلِ اشاعت سے امکانی حد تک استفادہ کرتے ہوئے اس رسالے کو وسیع پیمانے پر نشر کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ لہٰذا اس رسالے سے استفادہ کے لیے اس میں:

1 ''بارکوڈ'' کا اضافہ کیا گیا ہے تاکہ اس رسالے کی مکمل نص پی ڈی ایف میں سکین کی جا سکے۔

2 نصِ مسموع (یعنی اس کتاب کی آڈیو ریکارڈنگ بھی سنی جا سکتی ہے)۔

3 اور اس کے ذریعے بچوں کو صحیح اسلامی عقیدہ کی تعلیم بھی دی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے خالص اپنی رضا مندی کے حصول کا ذریعہ بنائے اور اسے اپنے بندوں کے لیے نفع مند بنائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِيْنَ، وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. أما بعد!

عزیز مکرم، اللہ آپ پر رحم کرے! یہ بات بخوبی ذہن نشین کر لیجیے کہ عقیدۂ توحید کا علم تمام علوم سے بڑھ کر شرف و کرامت اور قدر و منزلت والا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ [آل عمران: ۱۸]

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں اور فرشتے اور اہلِ علم بھی گواہی دیتے ہیں کہ وہ (اپنے احکام میں) عدل پر قائم ہے، اس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، وہ غالب اور حکمت والا ہے۔''

علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس آیتِ کریمہ میں واضح دلیل ہے کہ علمِ توحید تمام امور سے اشرف اور افضل ہے، کیونکہ اس پر اللہ تعالیٰ نے خود بھی گواہی دی ہے اور اپنی مخلوق میں سے اپنے خاص لوگوں کو بھی گواہ بنایا ہے۔''

علمِ توحید کی چند خصوصیات:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے علمِ توحید کو چند خصوصیات سے نوازا ہے جن کی بنیاد پر یہ دیگر علوم سے افضل اور ممتاز ہے۔

1 تحقیقِ توحید تخلیقِ کائنات کی غرض و غایت ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ [الذاريات: ٥٦]

''میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

﴿ لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ سے مراد ''لِيُوَحِّدُوْنِ'' ہے، یعنی وہ میری وحدانیت کو تسلیم کریں۔

2 توحید تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی دعوت کی بنیاد اور مرکز ومحور ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴾ [الأنبياء: ٢٥]

''اور ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا اس پر ہم نے یہی وحی نازل کی کہ میرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، اس لیے تم سب میری ہی عبادت کرو۔''

3 توحید احکامِ شریعت کے مکلفین کا اوّلیں واجب ہے اور اسلام میں داخل ہونے والوں کو سب سے پہلے اسی کی تعلیم دی جائے گی۔

جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف مبلغ بنا کر روانہ کرتے وقت اسی بات کی تلقین کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلَىٰ قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يُوَحِّدُوا اللّٰهَ تَعَالَىٰ »[1]

''بے شک آپ اہلِ کتاب کی ایک قوم کے پاس جا رہے ہیں، لہٰذا سب سے پہلے آپ انھیں اس بات کی دعوت دیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک لہ تسلیم کریں۔''

4 عقیدۂ توحید کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ یہ دنیا و آخرت میں امن اور ہدایت کا سبب ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾ [الأنعام: ٨٢]

''جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ایمان کے ساتھ ظلم (شرک) کو خلط ملط نہیں کیا، انھی کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔''

اس کے علاوہ بھی عقیدۂ توحید کے بہت سے امتیازات اور خصوصیات ہیں جو شرح و بسط کی متقاضی ہیں۔ چونکہ اس رسالے کی تالیف کی غرض و غایت مختصر اور عام فہم انداز میں اللہ عزوجل کی توحید کے مفہوم کو بغیر کسی خلل اور نقص کے واضح کرنا اور اللہ کے بندوں کو شرک کے نقصانات سے آگاہ کرنا ہے، اس لیے ہم نے ان تفاصیل سے صرفِ نظر کیا ہے۔

ہم اللہ عزوجل سے امید کرتے ہیں وہ اس مختصر رسالے کو اپنے بندوں کے لیے نفع مند بنائے۔ اس کے ذریعے مسلمانوں کے احوال کی اصلاح کرے اور انھیں دینِ اسلام کی سمجھ بوجھ عطا فرمائے، بے شک وہ دعاؤں کو سننے والا اور قبول کرنے

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٤٥٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٩)

والا ہے۔ وَ صَلَّى اللّٰهُ وَ سَلَّمَ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِهِ وَ صَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ.

یہ رسالہ دو حصوں پر مشتمل ہے:

حصۂ اوّل: توحیدِ باری تعالیٰ پر مشتمل ہے۔ اس میں کلمۂ توحید "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کا معنیٰ ومفہوم اور اس کے تقاضے، توحید کی اقسام، عقیدۂ توحید کے فضائل، اور اس کی قبولیت کی شرائط بیان کی گئی ہیں۔

حصۂ دوم: اس میں شرک کا مفہوم، اور اس کی اقسام اور شرک کا سبب بننے والے اعمال ونظریات، شرک کے نقصانات اور اس خطرناک بیماری کا علاج بیان کیا گیا ہے۔

حصۂ اوّل

کلمۂ توحید کا مفہوم اور تقاضے

کلمۂ توحید ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کا اقرار کرنے والے ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ اس کے مطلب و مفہوم اور تقاضوں کو خوب اچھی طرح سمجھتا ہو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴾ [محمد: ١٩]

''پس (اے میرے نبی!) جان لیجیے کہ بے شک اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے اور آپ اپنی کوتاہی پر مغفرت طلب کرتے رہیے اور مومن مردوں اور خواتین کے لیے بھی ان کے گناہوں کی مغفرت طلب کیجیے اور اللہ تعالیٰ تم سب کی نقل و حرکت اور اقامت و رہائش سے خوب واقف ہے۔''

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ »[1]

'' جس شخص کو اس حالت میں موت آئی کہ اسے یقین تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں تو وہ جنت میں ضرور جائے گا۔''

کلمۂ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' کا مفہوم:

''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔ اس میں (نفی اور اثبات) دونوں جمع ہیں جو اس کلمے کے دو بنیادی رکن ہیں۔

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (١٤٥)

کلمۂ توحید کے ارکان:

کلمۂ توحید کے دو رکن ہیں:

1- ''لَا إلٰہ'' یعنی نفی **2-** ''إِلَّا اللّٰہ'' یعنی اثبات۔

1 نفی کا مفہوم، یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کی بھی عبادت کی جاتی ہے یہ اعتقاد رکھتے ہوئے ان کی الوہیت کی نفی کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کی عبادت کی جائے وہ معبودِ باطل ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں ہے۔ جب تک یہ رکنِ اوّل نہیں پایا جائے گا، تب تک توحید الوہیت (توحیدِ عبادت) کا تصور محال ہے۔

اس رکن کے اثبات کے لیے طاغوت کا انکار کرنا لازمی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم پر اپنی وحدانیت پر ایمان لانا اور طاغوت کا انکار کرنا فرض قرار دیا ہے۔

طاغوت کی تعریف:

''كُلُّ مَا عُبِدَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ هُوَ رَاضٍ بِعِبَادَتِهِ إِيَّاهُ''

''یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کی بھی عبادت کی جائے اور وہ اپنے معبود بننے پر راضی ہو، طاغوت کہلاتا ہے۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۚ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴾

[النحل: ٣٦]

''اور ہم نے ہر امت کی طرف ایک رسول (اس پیغام کے ساتھ) مبعوث

فرمایا کہ لوگو! اللہ ہی کی عبادت کرو اور غیر اللہ کی عبادت سے بچتے رہو، پس ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت دی اور بعض کے لیے گمراہی واجب ہوگئی، لہٰذا تم لوگ زمین میں گھوم پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا برا انجام ہوا۔''

نیز فرمایا:

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ [البقرة: ٢٥٦]

''دین میں داخل ہونے کے لیے کسی کو مجبور نہ کیا جائے، ہدایت گمراہی سے الگ اور نمایاں ہو چکی ہے، پس جو کوئی طاغوت کا انکار کر دے گا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے گا، اس نے درحقیقت ایک ایسے مضبوط کڑے کو پوری قوت کے ساتھ تھام لیا جو کبھی نہیں ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ خوب اچھی طرح سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

کلمۂ توحید کے پہلے رکن (نفی) کا اقرار کفر بالطاغوت ہی پر دلالت کرتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمام معبودانِ باطلہ کی عبادت کی نفی اور انکار کرنا۔

2 دوسرا رکن اثبات، یعنی یہ ثابت کرنا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اکیلا ہی معبودِ برحق ہے اور ہر قسم کی عبادت کا مستحق صرف وہی ہے، اس میں اس کا کوئی شریک وسہیم نہیں ہے۔

لہٰذا کلمۂ توحید ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه'' اللہ تعالیٰ کے علاوہ باقی تمام معبودانِ باطلہ کی الوہیت کی نفی پر دلالت کرتا ہے، خواہ وہ کوئی بھی ہو اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے حقِ الوہیت کو ثابت کرتا ہے۔ اس لیے کہ جب تک آپ معبودانِ باطلہ کی عبادت کی نفی نہیں کریں گے، صحیح طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا نہیں کر سکیں گے۔ جب

تک آپ غیر اللہ کے لیے سجدہ کرنا ترک نہیں کریں گے، آپ اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہو سکتے اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص کامل یکسوئی اور خشوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو سکے، جب تک کہ وہ غیر اللہ کے تصور سے اپنے دل کو پاک اور صاف نہ کر لے۔ (منقول من جهود علماء الحنفية في إبطال عقائد القبورية ـ للدكتور شمس الدين الأفغاني)

حدیثِ قدسی:

عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْمَا يَرْوِيْهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ أَنَّهُ قَالَ: «يَا عِبَادِيْ! إِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِيْ، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوْا، يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُوْنِيْ أَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُوْنِيْ أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُوْنِيْ أَكْسُكُمْ، يَا عِبَادِيْ! إِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ أَغْفِرْ لَكُمْ، يَا عِبَادِيْ! إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضَرِّيْ فَتَضُرُّوْنِيْ وَ لَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِيْ فَتَنْفَعُوْنِيْ، يَا عِبَادِيْ! لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ، مَا زَادَ ذٰلِكَ فِيْ مُلْكِيْ شَيْئًا، يَا عِبَادِيْ! لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِيْ شَيْئًا، يَا عِبَادِيْ! لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِيْ صَعِيْدٍ

وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ، مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ، يَا عِبَادِي! إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ، ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا، فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ، وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ»[1]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا ارشاد نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں: ”اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کیا ہے اور تمھارے مابین بھی ظلم کو ممنوع قرار دیا ہے، لہٰذا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم سے باز رہو۔ میرے بندو! تم سبھی راہِ راست سے نا آشنا تھے، سوائے اس کے جسے میں نے ہدایت بخشی، لہٰذا مجھ ہی سے ہدایت طلب کرو، میں تمھیں ہدایت عطا کروں گا۔ میرے بندو! تم سبھی بھوکے تھے سوائے ان کے جنھیں میں نے کھلایا ہے، لہٰذا تم مجھ ہی سے خوراک طلب کرو، میں تمھیں کھانا کھلاؤں گا۔ میرے بندو! تم برہنہ (بے لباس) تھے، سوائے ان کے جنھیں میں نے لباس عطا کیا، لہٰذا تن پوشی کے لیے مجھ ہی سے سوال کرو، میں تمھیں لباس پہناؤں گا۔ میرے بندو! تم رات دن خطائیں کرتے ہو، اور میں تمام تر گناہوں کو بخشنے والا ہوں، پس مجھ ہی سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو، میں تمھارے گناہ بخش دوں گا۔ میرے بندو! تم مجھے نقصان پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتے کہ تم میرا کچھ بگاڑ سکو اور نہ ہی تم مجھے کوئی نفع پہنچانے کی صلاحیت رکھتے ہو کہ مجھے کوئی فائدہ پہنچا سکو۔ میرے بندو! اگر

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۵۷۷)

تمھارے پہلے اور پچھلے تمام انسان اور جنات کے دل تم میں سب سے زیادہ متقی اور پرہیز گار شخص کے دل کی طرح ہو جائیں (یعنی تمام میرے مطیع اور فرمانبردار بن جائیں) تو اس سے میری سلطنت اور بادشاہت میں کوئی اضافہ نہیں ہو گا۔ میرے بندو! اگر تمھارے پہلے اور پچھلے تمام انسان اور جنات کے دل تم میں سب سے بڑھ کر فاسق و فاجر شخص کی طرح ہو جائیں (یعنی سبھی میرے نافرمان اور حکم عدولی کرنے والے بن جائیں) تو اس سے میرے اختیار و اقتدار میں کوئی کمی واقع نہیں ہو گی۔ میرے بندو! اگر تمھارے پہلے اور پچھلے تمام انسان اور جنات ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور مجھ سے اپنی حاجات اور ضروریات کے بارے میں سوال کریں اور میں ہر ایک کو اس کی خواہش کے مطابق عطا بھی کر دوں تو اس سے میرے خزانوں میں صرف اتنی ہی کمی واقع ہو گی، جیسا کہ سمندر میں سوئی ڈبو کر نکال لی جائے۔ میرے بندو! یہ تمھارے ہی اعمال ہیں جنھیں میں تمھارے لیے شمار کر رہا ہوں، پھر تمھیں ان کا پورا بدلہ عطا کروں گا۔ پس جس کو اس کے (نیک) اعمال کا اچھا بدلہ نصیب ہوا تو اسے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے، اور جسے اس کے اعمال کا برا بدلہ ملا تو (دوسروں کی بجائے) خود اپنے آپ کو ملامت کرے۔‘‘

......❀❀❀......

توحید کی اقسام

ایک اعتبار سے توحید کی دو قسمیں ہیں اور ایک دوسرے اعتبار سے تین قسمیں ہیں،یعنی بندوں پر اللہ تعالیٰ کے حقوق اور ان کی اللہ تعالیٰ کے سامنے محتاجی کے لحاظ سے توحید کی دو قسمیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات اور صفاتِ باکمال کے بارے میں بندوں کے اعتقاد کے اعتبار سے توحید کی تین قسمیں ہیں۔

توحید کی دو قسموں کی وضاحت:

توحید کی ثنائی تقسیم کے لحاظ سے توحید کی دو قسمیں یہ ہیں:

1- توحیدِ معرفت واثبات **2-** توحیدِ طلب وقصد

1 توحید معرفت و اثبات: یہ علمی اور خبری توحید ہے جو دو قسموں کو شامل ہے: ① توحیدِ ربوبیت، ② توحیدِ اسماء وصفات۔ یعنی صدقِ دل سے یقین کرنا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی ربوبیت، اسماء وصفات اور اپنے بندوں کے لیے تدبیرِ امور میں یکتا ومنفرد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ اپنے بندوں کا خالق و رازق ہے، وہ صفاتِ کمال سے موصوف اور ہر قسم کے نقص وعیب سے پاک اور منزہ ہے۔ اس کے اسماء و صفات میں کوئی اس کا شریک یا اس کے مشابہ یا اس کی برابری کرنے والا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات اور اس کے اسماء وصفات کے بارے میں معرفت میں جس قدر اضافہ ہوگا، اسی قدر انسان کے یقین، تقویٰ، اللہ تعالیٰ سے ڈر اور خوف، انسان کے دل میں اللہ کی محبت اور اس کے

اخلاص میں اضافہ ہو گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورت اخلاص میں اپنا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝١ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝٣ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴾ [الإخلاص:١ – ٤]

”آپ کہہ دیجیے! کہ وہ اللہ اکیلا ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اس نے کسی کو جنم نہیں دیا اور نہ ہی وہ خود جنم دیا گیا۔ اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔“

2 توحیدِ قصد وطلب: یہ عملی توحید ہے جو توحیدِ عبادت اور الوہیت پر مشتمل ہے، یعنی اپنی توجہ اور قصد و ارادہ، اپنی حاجت براری کے لیے طلب وسوال، اپنی نماز، روزہ اور تمام تر عبادات کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کو تسلیم کریں۔ اسی طرح صدقات و خیرات اور دیگر تمام اعمال جن کے ذریعے آپ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا چاہتے ہیں، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے بجا لائیں، لہٰذا آپ کے لیے لازم ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکاریں، اسی کے لیے نذر مانیں اور ہر قسم کی عبادات صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے بجا لائیں۔ مریضوں کے لیے شفاء اور دشمن کے مقابلے میں فتح ونصرت بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی سے طلب کریں اور ان اختیارات میں اسے یکتا ومنفرد تسلیم کریں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورت الکافرون میں حکم دیا ہے:

﴿ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝١ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝٢ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝٣ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝٤ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝٥ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ﴾ [الکافرون:١ – ٦]

”(اے پیغمبر! منکرانِ اسلام سے) کہہ دیجیے! اے کافرو! میں نہیں عبادت

کرتا جن (بتوں) کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس (اللہ تعالیٰ) کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور (میں پھر کہتا ہوں کہ) میں نہیں عبادت کرنے والا جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ (ہی) تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمھارے لیے تمھارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے۔''

توحید کی تین اقسام:

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر ایمان کے اعتبار سے توحید کی تین قسمیں ہیں:
① توحیدِ ربوبیت، ② توحیدِ الوہیت، ③ توحیدِ اسماء وصفات۔

1 توحیدِ ربوبیت:

یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہی اس کائنات کا خالق ورازق، موت وحیات کا مالک اور اکیلا ہی مدبرِ کائنات اور آسمانوں اور زمین میں متصرف الأمور ہے اور وہ اپنے علم وقدرت کے ذریعے جیسے چاہتا ہے اپنے بندوں کے معاملات میں تصرف کرتا ہے۔ انبیاء ورسل علیہم السلام کی بعثت، آسمانی کتابوں کے نزول کے ذریعے اپنے حکم کی تنفیذ اور شرائع کے تقرر میں اللہ تعالیٰ کو یکتا ومنفرد تسلیم کرنا بھی اسی میں شامل ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۗ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [الأعراف: ٥٤]

''یاد رکھو! اللہ ہی کے لیے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا، با برکت ہے وہ اللہ جو تمام عالم کا پروردگار ہے''

2 توحیدِ الوہیت (توحیدِ عبادت):

یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے، وہ اکیلا ہی تمام قسم کی (ظاہری وباطنی) عبادات کا مستحق ہے اور عبادات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے علاوہ

نہ کسی کی عبادت کی جائے گی، نہ کسی سے دعا کی جائے گی۔ صرف اسی سے استغاثہ و فریاد کی جائے گی، (مشکلات) میں صرف اسی سے مدد طلب کی جائے گی۔ صرف اسی کے نام کی نذر و نیاز دی جائے۔ اس کے نام کی قربانی کی جائے اور صرف اسی کے نام پر جانور ذبح کیے جائیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿162﴾ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴾

[الأنعام: ١٦٢- ١٦٣]

”آپ کہہ دیجیے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہوں۔“

نیز فرمایا:

﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ ﴾ [الكوثر: ٢]

”اپنے رب کے لیے ہی نماز پڑھو اور (اسی کے لیے) قربانی کرو۔“

3 توحیدِ اسماء و صفات:

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے صرف وہی اسمائے حسنیٰ پکارے جائیں اور اسے صرف انہی صفاتِ باکمال سے متصف کیا جائے جو اس نے اپنے لیے مقرر کیے ہیں یا اللہ کے رسول ﷺ نے احادیثِ صحیحہ میں بیان کیے ہیں۔ نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی ذاتِ بابرکات اور اپنے اسمائے حسنیٰ و صفاتِ باکمال اور افعالِ جلیلہ میں کامل واکمل ہے، اس میں کوئی نقص وعیب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے ان اسماء و صفات

اور افعال کو بغیر تمثیل، تکییف، تعطیل اور تحریف کے ثابت کیا جائے اور مانا جائے۔

⊙ تمثیل، اللہ تعالیٰ کی صفاتِ باکمال میں سے کسی صفت کو مخلوقات کی صفات کے مثل یا مشابہ قرار دینا تمثیل کہلاتا ہے، جو نا جائز ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴾ [الشوریٰ: ۱۱]

''اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ خوب سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

⊙ تکییف، یعنی یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ جلیلہ کی کیفیت اور ماہیت ایسی ہے جیسا کہ کیفیت بیان کرنے والے کے تصور و خیال میں ہے، یا عقل وشعور سے اس کا ادراک کیا جا سکتا ہے، یا اس کی تحدید کی جاسکتی ہے۔ صفاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں ایسا اعتقاد رکھنا جائز نہیں۔

نوٹ: اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ جلیلہ کی کوئی کیفیت ہی نہیں، بلکہ ان کی کیفیت ہے جیسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شان اور عظمت کے لائق ہے، لیکن مخلوق کو اس کیفیت کا علم نہیں ہے۔

⊙ تعطیل کا معنی نفی یا انکار ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی نفی کرنا۔ یہ باطل عقیدہ انسان کو وجودِ باری تعالیٰ کی نفی اور انکار کی طرف لے جاتا ہے۔

⊙ تحریف، اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے بارے میں تحریف کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کے بارے میں وارد آیات و احادیث میں تغیر وتبدل کرنا، یا ان کے حقیقی مفہوم کو بدل دینا اور اللہ تعالیٰ کی منشاء و مراد سے ہٹ کر ان کا مطلب ومعنی بیان کرنا تحریف کہلاتا ہے۔

......❀❀❀......

اسماء وصفات کے بارے میں وارد کتاب وسنت کی نصوص

کتاب اللہ اور سنتِ صحیحہ میں وارد اللہ تعالیٰ کی اسماء و صفات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں سے اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) ناموں کو شمار کرنے کی فضیلت کے بارے میں بخاری و مسلم میں نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

« إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّ تِسْعِيْنَ اسْمًا، مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ »[1]

''بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، یعنی ایک کم سو، جو ان کا اِحصاء و شمار کرے گا وہ جنت میں ضرور جائے گا۔''

« مَنْ أَحْصَاهَا » کا مفہوم:

اِحصاء میں تین چیزیں شامل ہیں:

1. ان کے الفاظ کو ادا کرنا اور تعداد کو شمار کرنا۔
2. ان کے مفہوم سے آگاہی حاصل کرنا اور یہ جس چیز پر دلالت کرتے ہیں اس سے واقفیت حاصل کرنا۔
3. ان کے تقاضوں کے مطابق عمل کرنا۔

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (۲۷۳٦، ۷۳۹۲) صحيح مسلم، رقم الحديث (۲٦۷۷)

4. ان کے وسیلے اور ذریعے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا، خواہ وہ دعائے ثناء وعبادت ہو، یا دعائے طلب وسوال ہو۔

اللہ تعالیٰ کے اپنے اسماء وصفات میں یکتا ومنفرد ہونے اور ان کے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات کے ساتھ خاص ہونے پر جو نصوص وارد ہوئی ہیں ان میں بخاری ومسلم کی وہ روایت بھی ہے جسے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: اَلْعِزُّ إِزَارِيْ وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ، فَمَنْ نَازَعَنِيْ بِشَيْءٍ مِنْهُمَا عَذَّبْتُهُ »[1]

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: عزت میرا پہناوا ہے اور کبریائی میری چادر ہے، جس نے ان دونوں میں کسی پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی میں اسے عذاب دوں گا۔''

......❀❀❀......

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢٦٢٠) اور صحیح مسلم کے الفاظ ذرا مختلف ہیں جبکہ یہ الفاظ الأدب المفرد للبخاري، رقم الحدیث (٥٥٢) کے ہیں۔

توحید کے چند فضائل

1 توحید تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کی بعثت کی غرض وغایت ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴾ [الأنبياء: ٢٥]

''اور ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا اس پر ہم نے یہی وحی نازل کی کہ میرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، اس لیے تم سب میری ہی عبادت کرو۔''

2 کلمۂ توحید ایمان کے شعبوں میں سے افضل ترین شعبہ ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

« اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ ـ أَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ ـ شُعْبَةً: فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذىٰ عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيْمَانِ »[1]

''ایمان کے ستر (٧٠) یا ساٹھ (٦٠) سے زیادہ شعبے (شاخیں) ہیں۔ ان میں سب سے افضل ترین شعبہ ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کا اقرار کرنا ہے اور سب سے کم تر درجہ راستے میں پڑی کسی تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹانا اور دور کرنا ہے، اور حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے۔''

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٨٥٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٣٠)

3 توحید وہ پختہ عہد ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے لیا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: « يَقُولُ اللّٰهُ تَبارَكَ وَتَعَالٰى لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا: لَوْ كَانَتْ لَكَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، أَكُنْتَ مُفْتَدِيًا بِهَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: قَدْ أَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَ أَنْتَ فِي صُلْبِ آدَمَ: أَنْ لَّا تُشْرِكَ، أَحْسِبُهُ قَالَ: وَلَا أُدْخِلُكَ النَّارَ، فَأَبَيْتَ إِلَّا الشِّرْكَ »[1]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ (قیامت کے دن) سب سے کم تر عذاب والے شخص سے پوچھیں گے: اگر دنیا اور اس میں جو کچھ (متاعِ دنیا) ہے، آپ کی ملکیت میں ہو تو کیا آپ یہ سب کچھ (عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے) بطور فدیہ دینے لیے تیار ہو؟ تو وہ جواب دے گا: جی ہاں! تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں نے تو اس سے بہت ہی کم تر چیز کا آپ سے مطالبہ کیا تھا، اس وقت جب آپ اپنے (باپ) آدم (علیہ السلام) کی پشت میں تھے: کہ ''شرک مت کرنا'' (راوی کہتے ہیں) میرے خیال کے مطابق حدیث پاک میں یہ بھی ہے: اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میرے ساتھ شرک نہ کرنا، میں تمھیں جہنم میں داخل نہیں کروں گا۔ لیکن تو نے اس کا انکار کیا اور شرک کا ارتکاب کیا۔''

4 توحید انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا نقطۂ آغاز ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٣٣٤) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٨٠٥)

الطّٰغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۚ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴾

[النحل: ٣٦]

''اور ہم نے ہر امت کی طرف ایک رسول اس پیغام کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ لوگو! اللہ ہی کی عبادت کرو اور طاغوت (غیر اللہ) کی عبادت سے بچتے رہو، پس ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت دی اور بعض کے لیے گمراہی واجب ہوگئی، پس تم لوگ زمین میں گھوم پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا برا انجام ہوا۔''

5 توحید اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر اوّلین حق ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضي الله عنه قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: « يَا مُعَاذُ، تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ؟ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ؟ » قَالَ: قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: « فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَّعْبُدُوا اللّٰهَ، وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا » قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَفَلَا اُبَشِّرُ النَّاسَ، قَالَ: « لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوا »[1]

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: ''اے معاذ! کیا آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟ اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟'' میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی بہتر

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٨٥٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٣٠)

جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’بے شک بندوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ بنائیں، اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا یہ حق ہے کہ جو شخص شرک نہ کرے وہ اسے عذاب نہ دے۔‘‘ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا میں یہ خوشخبری لوگوں تک نہ پہنچا دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’یہ خوشخبری ان تک نہ پہنچاؤ، کیونکہ وہ اسی پر بھروسا کر کے بیٹھ رہیں گے۔‘‘

6 توحید جنت میں جانے کا راستہ ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ»[1]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’جس شخص کی موت اس حالت میں آئی کہ اسے یقین تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں تو وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔‘‘

7 اہلِ توحید نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کے مستحق ہوں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ: «لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أَنْ لَّا يَسْأَلَنِي عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيْثِ، أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ: مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قِبَلِ نَفْسِهٖ»[2]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٦)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٩٩)

پوچھا: قیامت کے دن لوگوں میں سب سے بڑا سعادت مند کون ہوگا جسے آپ کی شفاعت نصیب ہوگی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: ”اے ابوہریرہ! مجھے یقین تھا کہ اس حدیث کے متعلق آپ ہی سب سے پہلے مجھ سے سوال کریں گے، کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ علمِ حدیث کی طلب میں بڑے حریص ہیں، قیامت کے دن میری شفاعت کی عظیم سعادت اس خوش نصیب کو حاصل ہوگی جس نے خلوص اور صدقِ دل سے کلمۂ توحید ”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ“ کا اقرار کیا ہوگا۔“

8 کلمۂ توحید میزان میں تمام اعمال سے زیادہ وزنی ہوگا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ اللّٰهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي عَلَى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ سِجِلًّا، كُلُّ سَجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: اَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا؟ أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُوْنَ؟ فَيَقُوْلُ: لَا يَا رَبِّ، فَيَقُوْلُ: أَفَلَكَ عُذْرٌ؟ فَيَقُوْلُ: لَا يَا رَبِّ، فَيَقُوْلُ: بَلٰى، إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً، فَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ، فَتُخْرَجُ بِطَاقَةٌ فِيْهَا، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، فَيَقُوْلُ اُحْضُرْ وَزْنَكَ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ، مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ؟ فَقَالَ: إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ، قَالَ: فَتُوْضَعُ السِّجِلَّاتُ فِيْ كِفَّةٍ وَ الْبِطَاقَةُ فِيْ كِفَّةٍ، فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَ ثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ»[1]

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٦٣٩) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٤٣٠٠)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ میری امت کے ایک شخص کو مجمعِ عام میں سے نکال کر تمام لوگوں کے سامنے منظرِ عام پر لائے گے، پھر اس کے سامنے (اس کے اعمال کے) ننانوے (۹۹) دفتر پھیلا دے گا، ان میں سے ہر دفتر حدِ نگاہ تک دراز ہو گا، پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا: ''کیا تم ان اعمال میں سے کسی عمل کا انکار کرتے ہو؟'' وہ جواب دے گا: نہیں، میرے رب! پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ''کیا میرے کراماً کاتبین (فرشتوں) نے آپ پر ظلم کیا ہے؟'' تو وہ کہے گا: نہیں، میرے پروردگار! تو اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے: ''(ان اعمال سے متعلق) تیرے پاس کوئی عذر ہے؟'' تو وہ کہے گا: نہیں، میرے رب! تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ ''ہاں! کیوں نہیں، بے شک تیری ایک نیکی ہمارے پاس محفوظ ہے، اور آج تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔'' پھر اس کے لیے ایک بطاقۃ (کارڈ) منظرِ عام پر لایا جائے گا جس میں کلمۂ شہادت درج ہو گا:

''أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ''

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائیں گے: ''اپنے اعمال کے وزن کا مشاہدہ کیجیے'' تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! ان (۹۹) دفتروں کے مقابلے میں اس کارڈ کی کیا حیثیت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر وہ تمام دفتر ترازو کے ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور (کلمۂ شہادت والا) کارڈ

دوسرے پلڑے میں۔ پس اعمال کے دفتروں والا پلڑا اوپر اٹھ جائے گا، اور بطاقہ (کارڈ) والا پلڑا جھک جائے گا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے مقابلے میں کوئی چیز زیادہ وزنی نہیں ہوسکتی۔''

9 توحید گناہوں کی بخشش کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ: «يَا ابْنَ آدَمَ، إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً»[1]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا ارشاد نقل کرتے ہوئے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتے ہیں: ''اے ابن آدم! اگر تو میرے پاس زمین کی وسعت کے برابر گناہ لے کر آئے، پھر تو اس حال میں مجھے آ کر ملے کہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا ہوگا، تو میں زمین کی وسعت کے برابر تجھے مغفرت عطا کروں گا۔''

10 عقیدۂ توحید اطمئنانِ قلب اور یقینِ کامل کے حصول کا ذریعہ ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بندے کے دل میں جس قدر عقیدۂ توحید پختہ اور راسخ ہوگا اسی قدر اس کا ایمان مضبوط، اس کا دل مطمئن ہو، اس کے توکل میں اضافہ اور اسے یقینِ کامل حاصل ہوگا۔''[2]

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٣٥٤٠)

[2] مجموع الفتاویٰ (٢٨/٣٥)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾ [الأنعام: ۸۲]

''جولوگ ایمان لائے اور انھوں نے ایمان کو شرک کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا، انھی کے لیے امن ہے اور وہی راہِ راست پر ہیں۔''

11 میزان میں نیک اعمال کو وزنی کرنے کا واحد ذریعہ توحید ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴾

[الفرقان: ۲۳]

''انھوں نے دنیا میں جو بھی عمل کیا ہوگا، ہم اس کی طرف متوجہ ہوں گے اور اسے اڑتا ہوا غبار بنا دیں گے۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس سے مراد وہ اعمال ہیں جو خلافِ سنت ہوں گے یا وہ خالص اللہ کی رضا کے لیے نہیں ہوں گے۔''

12 توحید دنیا و آخرت میں سعادت مندی کے حصول کا عظیم الشان باب ہے۔

اس لیے کہ عقیدۂ توحید کی وجہ سے ہی مومن کے دل میں یہ یقین پیدا ہوتا ہے کہ تمام تر معاملات اللہ رؤف و رحیم کے ہاتھ میں ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴾ [الرعد: ۲۸]

''جولوگ ایمان لائے اور ان کے دلوں کو اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل ہوتا ہے، خبردار! اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔''

13 کلمۂ توحید سب سے افضل ذکر ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَ أَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ» [1]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''سب سے **افضل** ذکر ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه'' ہے اور ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' سب سے **افضل** دعا ہے۔''

......❀❀❀......

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٣٣٨٣) **حدیث صحیح** ہے۔

کلمۂ توحید کی قبولیت کی شرائط

توحید کا مطلب کلمۂ توحید کا صرف زبان سے اقرار کرنا ہی کافی نہیں، بلکہ زبانی اقرار کے ساتھ ساتھ کلمۂ توحید کے معنی ومفہوم کو جاننا اور اس کے مطابق اعتقاد رکھنا، اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

کلمۂ توحید کی قبولیت کے لیے چند اہم شرائط ہیں جن کا ملحوظ رکھنا لازمی ہے۔

1 پہلی شرط: (علم)

یعنی کلمۂ توحید ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه'' کے معنی ومفہوم کو جاننا اور اس کے تقاضوں سے آگاہی و واقفیت حاصل کرنا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ﴾ [محمد: ١٩]

''پس (اے میرے نبی!) جان لیجیے کہ یقیناً اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔''

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

« مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ »[1]

''جس شخص کو اس حالت میں موت آئی کہ اسے یقین تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں تو وہ جنت میں ضرور جائے گا۔''

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢٦)

یعنی تمام مسلمان مرد و خواتین پر واجب ہے کہ وہ کلمۂ توحید کے معنی و مفہوم سے آگاہی اور واقفیت حاصل کریں، اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کریں اور عبادات کے بارے میں مکمل معرفت حاصل کریں۔ نیز یہ اعتقاد رکھیں کہ تمام تر عبادات صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہیں۔

جیسا کہ ہر مسلمان کے لیے یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا اور ایسے اعمال جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں، انھیں غیر اللہ کے لیے بجا لانا کس قدر خطرناک اور سنگین جرم ہے اور انسان کو دین سے خارج کر دینے والا عمل ہے اور اسی طرح ہر مسلمان کے لیے شرک کی مختلف انواع و اقسام اور معاشرے میں موجود شرک کے مظاہر اور اس کی مختلف اشکال وصور کے بارے میں معلومات اور آگاہی حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ تاکہ شرک جیسی خطرناک بیماری کی تمام انواع و اقسام سے بچا جا سکے اور صرف ایک اللہ کی عبادت کی جا سکے جو کسی بھی قسم کے شرک کی آمیزش اور ملاوٹ سے پاک ہو۔

2 دوسری شرط: (اخلاص)

یعنی کلمۂ توحید کا اقرار خلوص اور صدقِ دل سے کرے، کیونکہ ہر قول وفعل میں اخلاص واجب ہے (یعنی وہ عمل خالص اللہ کی رضا جوئی کے لیے ہو) خواہ وہ فعل اعمالِ قلوب میں سے ہو یا اس کا تعلق جوارح (یعنی انسانی اعضاء) کے ساتھ ہو۔

اخلاص کا مفہوم:

کسی نیک عمل کو شرک کی ملاوٹ سے پاک رکھنا اور (اپنی نیت کو کسی قسم کے فتور اور خلل) ریا کاری، شہرت طلبی، یا کسی بھی دنیاوی مقصد کے حصول (وہ حصولِ مال

ہو، جاہ ومنصب کی لالچ یا مدح وستائش کی تمنا وخواہش ہو) سے پاک صاف رکھنا اور وہ عمل صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے سرانجام دینا اخلاص کہلاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ﴾ [الزمر: ٣]

''خبردار! دین خالص اللہ ہی کے لیے ہے۔''

اور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

«أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ: مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قِبَلِ نَفْسِهِ»[1]

یعنی'' قیامت کے دن میری شفاعت کی عظیم سعادت اس خوش نصیب کو حاصل ہوگی جس نے خلوص اورصدقِ دل سے کلمۂ توحید ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه'' کا اقرار کیا ہوگا۔''

3 تیسری شرط: (محبت)

یعنی انسان کلمۂ توحید کا اقرار دل کی خوشی اور رضا مندی سے کرے اور اس کے تقاضوں کو محبت اور الفت کے ساتھ قبول کرے اور انھیں پورا کرے اور ایسے لوگوں کے ساتھ دوستی اور محبت رکھے جو ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه'' کے تقاضوں کے مطابق عمل کرنے والے اوراس کی شروط کو پورا کرتے ہیں اور ان لوگوں سے دل میں نفرت رکھے جو اس کی خلاف ورزی کرتے اور اس کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے۔ اس کلمے کا پڑھنا اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنا اس کے نزدیک سب سے زیادہ قیمتی متاع اور سب سے بڑی نعمت ہو۔

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٩٩)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ ﴾ [البقرة: ١٦٥]

''اورلوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں، اور ان سے بھی ویسی ہی محبت رکھتے ہیں جیسی کہ اللہ تعالیٰ سے ہونی چاہیے۔ اور ایمان والے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے حد محبت کرتے ہیں۔''

4 چوتھی شرط: (قبول)

یعنی مومن کلمۂ توحید کے تمام تقاضوں کو بخوشی قبول کرے، اس کا زبان کے ساتھ اقرار کرے اور سچے دل سے اس کی تصدیق کرے اور اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ تمام احکامِ شریعت اور نبی اکرم ﷺ کے ارشادات وفرمودات پر ایمان لائے اور دل کی رغبت اور خوشی کے ساتھ انھیں قبول کرے اور ان کے مطابق عمل کرے۔ اور احکامِ شریعت کی نصوص میں سے نہ تو کسی کا انکار کرے اور نہ فاسد اور باطل تاویل اور تحریف کے ذریعے ان کے حقیقی مفہوم کو تبدیل کرے اور نہ منشائے الٰہی کی خلاف ورزی کرے، بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے آنے والی (ثابت شدہ) ہر خبر کی تصدیق کرے اور اس کے مطابق عمل کرے۔ اور کلمۂ توحید کے تمام تر تقاضوں کو برضا ورغبت، دل کے اطمئنان وتسلی اور وسعتِ ظرفی کے ساتھ قبول کرے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَيُقِيْمُوْا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوْا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ

عَصَمُوا مِنِّيْ دِمَائَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَ حِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ ﴾[1]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں تا آنکہ وہ کلمۂ شہادت ''أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه'' کا اقرار کریں، نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں، جب لوگ ان عقائد واعمال پر کاربند ہو جائیں تو گویا انھوں نے مجھ سے اپنی جان اور مال کو محفوظ کر لیا، سوائے حقِ اسلام کے اور ان کا (باطنی) حساب اللہ کے سپرد ہے۔''

نوٹ: جو شخص استطاعت رکھتا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ زبان سے کلمۂ توحید کا اقرار کرے اور دل سے اس کی تصدیق کرے۔ دل کی تصدیق کے بغیر صرف زبانی اقرار کافی نہیں جیسا کہ منافقین کا طرزِ عمل ہے۔

5 پانچویں شرط: (یقین)

یعنی کلمۂ توحید ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه'' کا اقرار کرنے والا اس کی حقیقت سے آگاہ ہو اور اس کے مدلول پر ایسا یقینِ کامل رکھنے والا ہو جس میں شک کی کوئی گنجایش نہ ہو، کیونکہ اگر وہ اس بارے میں شک وشبہہ میں مبتلا ہو گا تو یہ کلمہ اس کے لیے نفع مند ثابت نہیں ہو گا۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴾

[الحجرات: ١٥]

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٣٨)

''مومن تو صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں پھر شک وشبہہ میں مبتلا نہیں ہوتے اور اپنے مال اور جان کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، یہی لوگ سچے ہیں۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس آیتِ کریمہ میں مومنوں کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان کی سچائی کو عدمِ شک کے ساتھ مشروط کیا ہے اور فرمایا ہے: ﴿لَمْ يَرْتَابُوْا﴾ یعنی وہ شک میں مبتلا نہ ہوں۔ چنانچہ جس شخص کو اس بارے میں شک ہو کہ اسلام ہی ذریعۂ نجات اور جنت میں جانے کا راستہ ہے اور ساتھ ہی اس کا یہ بھی عقیدہ ہو کہ یہودیت، عیسائیت اور دیگر مذاہبِ باطلہ ممکن ہے صحیح ہوں اور حق پر ہوں، اور ہوسکتا ہے ان پر عمل کرنے سے جنت میں داخلہ مل جائے، یا یہ اعتقاد رکھے کہ مصائب ومشکلات میں غیر اللہ کو مشکل کشائی کے لیے پکارنے والے بھی حق پر ہیں اور ان کا یہ عقیدہ ونظریہ باطل نہیں ہے تو ایسے شخص کا کلمۂ شہادت کا اقرار کرنا اس کے لیے فائدہ مند نہیں ہوگا، کیونکہ اس کا یہ نظریہ اور عقیدہ یقینِ کامل کے منافی ہے۔

6 چھٹی شرط: (صدق و وفاء)

صدق سے مراد یہ ہے کہ مومن دل کی سچائی سے اور رضائے الٰہی کے حصول کے لیے کلمۂ توحید کا اقرار کرے، اور اس راہ میں آنے والی مشکلات ومصائب کو برداشت اور لوگوں کی مخالفت پر صبر کرے اور اس سلسلے میں کسی ملامت کرنے والے کی طعن وملامت کی پروا نہ کرے۔ اور صدق (سچائی) کی ضد کذب (جھوٹ) ہے، لہٰذا کلمۂ شہادت کے اقرار میں جھوٹا شخص مومن نہیں، بلکہ منافق ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

«مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهٖ إِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ»[1]

''جو شخص سچے دل سے یہ گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ پر حرام کر دے گا۔''

7 ساتویں شرط: (انقیاد) یعنی سرِ تسلیم خم کرنا:

اس سے مراد یہ ہے کہ انسان ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه'' کے تقاضوں کا خلوصِ دل کے ساتھ ظاہری و باطنی طور پر تابع ہو جائے اور اگر وہ اس کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا تو اس کی توحید خالص نہیں ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۭ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴾ [لقمان: ٢٢]

''جس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا اس حال میں کہ وہ نیکوکار ہو تو اس نے مضبوط سہارا تھام لیا اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔''

﴿ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ ﴾ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے اس طرح کہ اس کے مقرر کردہ فرائض پر عمل کرے اور اس کی حرام کردہ چیزوں کو ترک کر دے۔ ﴿ وَهُوَ مُحْسِنٌ ﴾ یعنی وہ حسنِ اسلام کا مظاہرہ کرے، اس طرح کہ اس کا عمل اللہ تعالیٰ کے حکم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو، یعنی وہ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٢٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٣٢)

زندگی کے تمام امور میں شریعتِ الٰہی کی پابندی کرے، خواہ وہ عبادات ہوں، یا معاملات، شخصی احوال (گھریلو معاملات) ہوں یا ان کا تعلق تجارت کے معاملات سے ہو، یا وہ امورِ سلطنت ہوں یا سیاسی معاملات ہوں، کسی معاملے میں بھی کسی طور پر احکامِ شریعت سے پہلوتہی اور روگردانی نہ کرے۔

کلمۂ توحید "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه" کی قبولیت کی شرائط کو علامہ حافظ حکمی رحمہ اللہ نے "سلم الوصول إلى علم الأصول" میں انتہائی عمدگی اور خوبصورتی کے ساتھ اس طرح منظوم کیا ہے۔ ؎

اَلْعِلْمُ وَالْيَقِيْنُ وَالْقَبُوْلُ
وَالْإِنْقِيَادُ فَادْرِ مَا أَقُوْلُ
وَالصِّدْقُ وَالْإِخْلَاصُ وَالْمَحَبَّةُ
وَفَّقَكَ اللّٰهُ لِمَا أَحَبَّهُ

[اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے پسندیدہ اعمال کرنے کی توفیق عطا کرے، میری بات پر اچھی طرح غور کیجیے، کلمۂ توحید کی شرائط یہ ہیں: علم، یقین، قبول، انقیاد، صدق، اخلاص اور محبت]

حصۂ دوم

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا

اس رسالے کا دوسرا حصہ: شرک کی تعریف، اقسام، شرک کی مختلف شکلیں اور مظاہر، شرک کے نقصانات اور اس بیماری کے علاج پر مشتمل ہے۔

شرک کی تعریف:

شرک یہ ہے کہ کوئی شخص حقوق اللہ میں سے کسی حق میں غیر اللہ کو شریک ٹھہرائے، یا مخلوق میں سے کسی کی اسی طرح عبادت یا تعظیم کرے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت یا تعظیم کی جاتی ہے، یا اللہ تعالیٰ کی الوہیت یا ربوبیت کے اوصاف میں سے کوئی وصف مخلوق میں سے بھی کسی کے لیے مانے یا تسلیم کرے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﵁ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ الرَّسُوْلُ ﷺ: «أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ»[1]

سیدنا عبداللہ بن مسعود ﵁ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ آپ کسی کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر یا شریک ٹھہرائیں، حالانکہ اس نے آپ کو پیدا کیا ہے۔''

لفظ ''نِدٌّ'' کا مفہوم:

''نِدٌّ'' کا معنی شبیہ، نظیر اور مثیل ہے، یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت یا

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٤٧٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٨٦)

الوہیت یا اس کے اسماء و صفات میں کسی کو اس کا شبیہ، نظیر یا مثیل قرار دیا تو اس نے شرک کیا۔

شرک کی اقسام:

شرک کی تین قسمیں ہیں:

1- شرکِ اکبر　**2-** شرکِ اصغر　**3-** شرکِ خفی

(1) شرکِ اکبر، یعنی انسان عبادت کی کوئی بھی قسم اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور کے لیے بجا لائے۔ مثال کے طور پر دعا عبادت ہے، چنانچہ اگر کوئی شخص اپنے مصائب ومشکلات کو دور کرنے یا اپنی حاجت روائی کے لیے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی نیک بندے یا فرشتوں کو یا سورج اور چاند کو پکارے گا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا اور یہ شرکِ اکبر ہے' کیونکہ دعا عبادت ہے اور اس نے اسے غیر اللہ کی طرف پھیرا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرتا ہے، جیسا کہ کسی صنم (بت) یا سورج یا چاند یا قبر میں مدفون لوگوں کو سجدہ کرنا وغیرہ تو یہ بھی شرکِ اکبر ہے۔ جو انسان کو دین سے خارج کر دیتا ہے اور اگر ایسا شخص بغیر توبہ کیے مر گیا تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ (اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمہ قسم کے شرک اور جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھے۔ آمین)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴾ [المائدة: ٧٢]

''بے شک جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔''

شرکِ اکبر کا تعلق ظاہری اعمال کے ساتھ بھی ہے اور اعمالِ قلوب کے ساتھ بھی، یعنی اگر کوئی شخص دل میں یہ عقیدہ رکھے کہ تخلیقِ کائنات میں کوئی اور بھی اللہ کا شریک ہے، یا اللہ تعالیٰ جیسے اختیارات کسی اور کے پاس بھی ہیں تو وہ بھی شرکِ اکبر کا مرتکب ہوگا۔

2 شرکِ اصغر: اس کا مرتبہ شرکِ اکبر کے بعد ہے۔ مثال کے طور پر کوئی شخص اللہ تعالیٰ جیسی تعظیم کا اعتقاد رکھے بغیر مخلوق میں سے کسی کی تعظیم و احترام کرتے ہوئے اس کی قسم کھائے تو یہ شرکِ اصغر ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰه فَقَدْ أَشْرَكَ »[1]

''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔''

نوٹ: مخلوق میں سے کسی کی بھی قسم کھانا جائز نہیں، خواہ وہ شخصیت انبیاء علیہم السلام کی ہو، یا ملائکہ کرام کی، یا دیگر نیک شخصیات ہوں۔ ایسا کرنے والا شخص شرکِ اصغر کا مرتکب ہوگا، کیونکہ یہ بھی شرک کی ایک قسم ہے اور شرکِ اکبر تک رسائی کا ذریعہ ہے، لیکن اس سے انسان نہ تو دین سے خارج ہوتا ہے اور نہ ہی ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا۔

3 شرکِ خفی (پوشیدہ): اس کا تعلق دل کے ساتھ ہے، کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

شرکِ خفی کی اقسام:

شرکِ خفی کی بھی دو قسمیں ہیں: یہ شرکِ اکبر بھی ہوسکتا ہے اور شرکِ اصغر بھی۔

[1] مسند أحمد، رقم الحديث (٤٩٠٤) سنن الترمذي، رقم الحديث (١٥٣٥) وصححه الألباني.

اگر کوئی شخص اپنے دل میں کسی شخصیت کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ وہ حقوق وافعال میں اللہ تعالیٰ کا ہمسر یا اس کے مساوی ہے، یا الٰہی خصوصیات کسی اور میں بھی پائی جاتی ہیں تو یہ شرکِ اکبر ہوگا۔ اگر وہ اپنا یہ عقیدہ لوگوں کے سامنے ظاہر نہ کرے تو یہ شرکِ خفی ہوگا، کیونکہ یہ لوگوں سے مخفی اور پوشیدہ ہے، لیکن بندے اور اللہ کے درمیان یہ (پوشیدہ) شرکِ اکبر ہے۔

شرکِ اصغر (خفی): اگر کوئی شخص (ریاکاری) یعنی لوگوں کو دکھلانے کے لیے عبادت کرے تو یہ (مخفی) شرکِ اصغر ہے، کیونکہ اس کا تعلق دل کے ارادے (نیت) کے ساتھ ہے جو لوگوں سے مخفی ہے۔ اسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ریاکاری کے ساتھ اعمال تو ضائع ہو جاتے ہیں، لیکن اس شرک کے ارتکاب سے انسان اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﵁ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي مِنَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ؟» قَالَ: قُلْنَا: بَلٰى، فَقَالَ: «اَلشِّرْكُ الْخَفِيُّ: أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ يُصَلِّي، فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهُ لِمَا يَرَى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ»[1]

سیدنا ابوسعید خدری ﵁ بیان کرتے ہیں کہ ہم مسیح دجال کا تذکرہ کر رہے تھے کہ اسی دوران میں رسول اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں آپ کو اس کی خبر نہ دوں جو میرے نزدیک آپ کے لیے مسیح دجال سے بھی زیادہ خوفناک ہے؟'' تو ہم نے کہا:

[1] سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣٤٠٨) وحسنه الألباني.

کیوں نہیں، ضرور بتائیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شرکِ خفی ہے، یعنی ایک آدمی نماز کے لیے کھڑا ہو، پھر وہ اپنی نماز کو اس لیے خوبصورت بنائے (خوب لمبا کرے اور خشوع و خضوع کا اظہار کرے) کہ کوئی شخص اسے کوئی دیکھ رہا ہے۔''

......❀❀❀......

شرکِ اکبر کی بعض شکلیں

1 شرکِ دعا:

یعنی مشکلات ومصائب میں دعا کرتے وقت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ غیراللہ کو بھی پکارنا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴾ [العنکبوت: ٦٥]

’’پس جب وہ لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کے لیے بندگی کو خالص کر کے اسے پکارتے ہیں، پھر جب وہ انھیں بچا کر خشکی تک پہنچا دیتا ہے تو وہ دوبارہ شرک کرنے لگتے ہیں۔‘‘

2 نیت، ارادے اور توجہ کا شرک:

یعنی کوئی نیک عمل آخرت میں حصول ثواب کے بجائے دنیوی فوائد کے حصول کے لیے کرنا، شرک کی اس قسم کا صدور نفاقِ اکبر میں مبتلا منافقین سے ہوتا ہے۔

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَوٰةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿15﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾

[هود: ١٥ – ١٦]

’’جو شخص دنیا کی زندگی اور اس زیب وزینت کا طلب گار ہے تو ہم دنیا میں

ایسے لوگوں کے اعمال کا پورا بدلہ چکا دیتے ہیں اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ یہی وہ لوگ ہیں جنھیں آخرت میں عذابِ جہنم کے سوا کچھ نہیں ملے گا اور جو کچھ انھوں نے دنیا میں کیا ہو گا ضائع ہو جائے گا اور جو اعمال وہ (ایمان اور اخلاص کے بغیر) کرتے رہے وہ سب بیکار تھے۔''

3 خوف اور ڈر میں شرک:

اس سے مراد فطری اور طبعی خوف نہیں، بلکہ تعبدی (یعنی اعتقادی) خوف ہے، اور غیر اللہ سے ایسا خوف کھانا شرکِ اکبر ہے، کیونکہ ایسا خوف اسی سے ہو سکتا ہے جس کے بارے میں کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ وہ اس کے نفع ونقصان کا مالک یا وہ اللہ تعالیٰ کی بادشاہت یا حکمرانی میں اس کا شریک ہے اور اس قسم کا اعتقاد رکھنا شرکِ اکبر ہے۔ (یعنی غیر اللہ سے اس بات کا خوف کھانا کہ وہ اپنے ارادے اور اپنی قدرت سے جس کو چاہے اور جو چاہے نقصان پہنچا سکتا ہے یا کسی سے مصیبت کو ٹال سکتا ہے یا کسی کی بگڑی بنا سکتا ہے۔ جبکہ ایسا خوف صرف اللہ تعالیٰ ہی سے ہونا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جو اپنے ارادے سے کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے پر قادر ہے اور اگر وہ نقصان پہنچانے کا ارادہ نہ کرے تو دنیا کا کوئی شخص ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتا)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَٰنُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَآءَهُۥ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴾ [آل عمران: ١٧٥]

''بے شک شیطان تمھارے دلوں میں اپنے ساتھیوں کا خوف پیدا کرتا ہے،

پس تم ان سے مت ڈرو اور صرف مجھ ہی سے ڈرو، اگر تم سچے مومن ہو۔‘‘

نیز فرمایا: ﴿ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ ﴾ [المائدة: ٤٤]

’’پس تم لوگوں سے نہ ڈرو اور صرف مجھ ہی سے ڈرو۔‘‘

4 محبت میں شرک:

یعنی مخلوق کے ساتھ بھی اسی طرح کی تعظیم بجا لاتے ہوئے اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے محبت کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی جاتی اور اس کے سامنے انکساری کی جاتی ہے۔ ایسی محبت صرف اللہ تعالیٰ ہی سے ہوسکتی ہے۔ اگر غیر اللہ کے لیے ایسی محبت ہوگی تو یہ شرکِ اکبر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴾

[البقرة: ١٦٥]

’’لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں، اور ان سے بھی ویسی ہی محبت رکھتے ہیں جیسی کہ اللہ تعالیٰ سے ہونی چاہیے۔ اور ایمان والے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے حد محبت کرتے ہیں، اور یہ ظالم لوگ جب اپنی آنکھوں سے عذاب کو دیکھ لیں گے تب انھیں یقین آجائے گا کہ واقعی تمام قوت صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔‘‘

5 امید و رجاء میں شرک:

یعنی مخلوق سے اس چیز کی امید رکھنا جو ان کے بس اور اختیار میں نہیں، بلکہ وہ

صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ جیسا کہ فتح ونصرت عطا کرنا، رزق، شفاء اور اولاد عطا کرنا۔ یہ کام صرف اللہ کے اختیار میں ہیں لہٰذا غیر اللہ سے ان کی امید رکھنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا بھی کوئی یہ کام کرسکتا ہے یہ شرکِ اکبر ہے۔

6 جانور ذبح کرنے میں شرک:

چونکہ حصولِ ثواب اور اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے جانور ذبح کرنا عبادت ہے، جیسا کہ قربانی وغیرہ۔ لہٰذا غیر اللہ کے نام پر یا مخلوق کا تقرب حاصل کرنے کے لیے جانور ذبح کرنے سے انسان شرکِ اکبر کا شکار ہو جاتا ہے۔

7 نذر یا منت ماننے میں شرک:

نذر یا منت ماننا عبادت ہے، کوئی شخص نذر مانے کہ اللہ تعالیٰ نے اگر مجھے شفاء عطا کی تو میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کروں گا یا اتنے روزے رکھوں گا۔ لیکن اگر یہ عمل غیر اللہ کے لیے کیا جائے، مثال کے طور پر کوئی شخص یہ کہے: میں فلاں (بزرگ یا ولی) کے نام کی نذر مانتا ہوں کہ اگر ہمارا مریض شفایاب ہوا تو میں اس شخصیت کے نام پر فلاں چیز کا چڑھاوا چڑھاؤں گا یا جانور ذبح کروں گا وغیرہ۔ تو اس بات پر اہلِ علم کا اجماع ہے کہ یہ شرکِ اکبر ہے، جو انسان کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

8 اطاعت اور فرمانبرداری میں شرک:

یعنی اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو کوئی حلال قرار دے یا اس کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دے تو اس کی بات کو تسلیم کرنا اور اس کے مطابق عقیدہ رکھنا اور عمل کرنا یا احکامِ الٰہی کے مقابلے میں مخلوق کی بات پر عمل پیرا ہونا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں شرک ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ

ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ [التوبة: ٣١]

''ان لوگوں نے اپنے عالموں اور عابدوں کو اللہ کے بجائے معبود بنا لیا تھا اور مسیح ابن مریم کو بھی، حالانکہ انھیں تو صرف ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ مشرکوں کے شرک سے مبرا اور پاک ہے۔''

9 قبروں میں مدفون شخصیات کو پکارنا اور ان سے مدد طلب کرنا:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ حی قیوم ہے جسے نیند تو دور کی بات ہے اونگھ بھی نہیں آتی۔ وہ ہر کسی کی دعا کو سنتا اور مخلوق کی حاجت برآری کرتا ہے اور اس نے حکم بھی دیا ہے کہ مجھ ہی سے مانگو۔ میں تمھاری دعائیں سنتا بھی اور قبول بھی کرتا ہوں، ہمیشہ زندہ و قائم رہنے والے خالق و مالک جو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، اسے چھوڑ کر فوت شدگان اور قبروں میں مدفون شخصیات کو مشکل کے وقت مدد کے لیے پکارنا اور ان سے مرادیں مانگنا جبکہ انھوں نے ایسا کہا بھی نہیں کہ ''ہم سے مرادیں مانگو اور مشکلات میں ہمیں پکارو۔'' یہ شرک نہیں تو اور کیا ہے؟ کیونکہ یہ اختیارات تو صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴾ [الفاطر: ٢٢]

''زندہ اور مردہ لوگ برابر نہیں، بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سناتا ہے اور جو لوگ قبروں میں مدفون ہیں، آپ انھیں نہیں سنا سکتے۔''

اور سورت نحل میں فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴾ [النحل: ٢٠ – ٢٢]

’’اور جن کو وہ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے، حالانکہ وہ پیدا کیے گئے ہیں۔ وہ بے جان مردہ ہیں، ان کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ قبروں سے کب اٹھائے جائیں گے؟ تمھارا حقیقی معبود صرف ایک ہی ہے، پس جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل منکر ہیں، اس حال میں کہ وہ تکبر کرنے والے ہیں۔‘‘

نیز فرمایا:

﴿ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴾ [النمل: ٨٠]

’’بے شک آپ فوت شدگان کو (اپنی بات) نہیں سنا سکتے اور نہ ہی بہرے شخص کو اپنی آواز سنا سکتے ہیں جب وہ پیٹھ پھیر کر چلے جائیں۔‘‘

شرکِ اصغر کی مختلف شکلیں

شرکِ اصغر کی بہت سی شکلیں ہیں جو شرکِ اکبر تک رسائی کا سبب اور ذریعہ بنتی ہیں۔ عمومی طور پر تو یہ عبادت میں شرک کے مرتبہ تک نہیں پہنچتیں، لیکن جب بندے کے دل میں ان کی اہمیت بڑھ جائے اور عبادت کے درجے تک پہنچ جائیں تو شرکِ اکبر بن جاتی ہیں جو بسا اوقات انسان کو دین سے خارج کر دیتا ہے۔

عصرِ حاضر میں پائی جانے والی شرکِ اصغر کی چند صورتیں

1 ریا کاری:

یعنی انسان دوسروں کو دکھانے کے لیے نیک عمل کرے یا لوگوں کے سامنے اسے خوبصورتی اور عمدگی کے ساتھ سرانجام دے تاکہ وہ اس کی تحسین کریں اور لوگوں کے دلوں میں صاحبِ عمل کے زہد وتقویٰ اور صالحیت کی دھاک بیٹھ جائے۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

« إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ اَلشِّرْكُ الْأَصْغَرُ » قَالُوا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ:« اَلرِّيَاءُ »[1]

''مجھے آپ کے بارے میں سب سے زیادہ خوف شرکِ اصغر کا ہے۔

[1] مسند أحمد، رقم الحديث (٢٣٦٣٦) وصححه الألباني في صحيح الترغيب (٣٢) وابن باز في فتاویٰ نور على الدرب (٧/٤)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: شرکِ اصغر کیا ہوتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ریا کاری۔''

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: « قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِيَ غَيْرِيْ تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ »[1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: میں تمام شریکوں میں سب سے زیادہ شرک سے بے نیاز ہوں۔ جو شخص ایسا عمل کرے کہ اس میں میرے ساتھ کسی اور کو بھی شریک کرے تو میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔''

2 مخاطب کرتے وقت اللہ تعالیٰ اور مخلوق کو ایک مرتبہ میں جمع کرنا:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: مَا شَاءَ اللّٰهُ وَ شِئْتَ، قَالَ صلى الله عليه وسلم: « أَجَعَلْتَنِيْ لِلّٰهِ نِدًّا؟! بَلْ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَه »[2]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: جیسے اللہ تعالیٰ چاہے اور آپ چاہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک بنا دیا ہے؟ بلکہ یوں کہو: جیسے اللہ اکیلا چاہے۔''

3 غیر اللہ کی قسم کھانا:

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ: سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما رَجُلًا يَحْلِفُ:

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٩٨٥)

[2] مسند أحمد، رقم الحديث (٣٢٤٧) بسند صحيح.

لَا وَالْكَعْبَةِ، فَقَالَ لَه ابْنُ عُمَرَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: «مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰه فَقَدْ أَشْرَكَ» [1]

سعد بن عبیدہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو خانہ کعبہ کی قسم کھاتے ہوئے سنا تو انھوں نے اس شخص سے کہا: میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی، اس نے شرک کیا۔''

4 تصویروں اور مجسموں کی تعظیم کرنا:

قرآن کریم میں قومِ نوح کے پانچ معبودان کا ذکر ہوا ہے (ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر) جن کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کیا کرتے تھے۔ سورۃ نوح میں ہے:

﴿وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا﴾ [نوح: ٢٣]

''اور انھوں نے کہا: لوگو! تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑو اور تم ''ود'' اور ''سواع'' اور ''یغوث''، ''یعوق'' اور ''نسر'' کو مت چھوڑو۔''

غیر اللہ کی پرستش کے اسی جرم کی وجہ سے وہ غرقاب ہوئے اور جہنم میں داخل ہوں گے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے انہی معبودانِ باطلہ کی پرستش اور عبادت بعد میں عربوں میں منتقل ہوگئی۔ ''وَدّ'' دومۃ الجندل میں کلب قبیلے کا معبود تھا، ''سُوَاع'' قبیلۂ ہذیل کا بت تھا اور قبیلۂ مراد کے لوگ

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٢٥١) یہ حدیث صحیح ہے۔

"یَغُوث" کی پرستش کرتے تھے، پھر یہ جوف میں قوم سبأ کے نزدیک بنوغطیف کا معبود ہوا۔ اور "یَعُوق" ہمدان قبیلے کا بت تھا اور "نَسر" قبیلۂ حمیر کے آلِ ذی کلاع کا معبود تھا۔ دراصل یہ

«أَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِيْنَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا هَلَكُوْا أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ: أَنِ انْصِبُوا إِلٰى مَجَالِسِهِمُ الَّتِيْ كَانُوا يَجْلِسُوْنَ أَنْصَابًا وَ سَمُّوْهَا بِأَسْمَائِهِمْ، فَفَعَلُوْا فَلَمْ تُعْبَدْ، حَتّٰى إِذَا هَلَكَ أُوْلٰئِكَ وَ تَنَسَّخَ الْعِلْمُ، عُبِدَتْ» [1]

"نوح علیہ السلام کی قوم کے بعض صلحاء کے نام تھے، جب وہ فوت ہو گئے تو شیطان نے اس قوم کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ وہ (نیک لوگ) جن مجلسوں میں بیٹھا کرتے تھے وہاں تم ان کی مورتیاں نصب کر دو اور ان کے نام وہی رکھو جو ان صالحین کے نام تھے (تاکہ تمھیں ان کی یاد آتی رہے اور ان کی طرح تمھارے دل میں بھی شوقِ عبادت تازہ رہے) چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا لیکن ان کی پرستش نہ کی گئی۔ یہاں تک کہ جب (اس پشت کے) لوگ فوت ہو گئے اور صحیح معلومات مفقود ہو گئیں تو ان کی عبادت کی جانے لگی۔"

گویا کہ اس قوم میں شرک کا آغاز مورتیوں اور مجسموں کی تعظیم سے ہوا تھا۔

5 نیک لوگوں کی تعظیم میں غلو کرنا:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٩٢٠)

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، يَا خَيْرَنَا وَابْنَ خَيْرِنَا وَ سَيِّدَنَا وَ ابْنَ سَيِّدِنَا"

''اے اللہ کے رسول! اے ہم میں سب سے بہتر! اور بہتر باپ کے بیٹے! اے ہمارے سردار اور سردار کے بیٹے!''

تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے تم یہ بات کہو لیکن یاد رکھنا کہیں شیطان تمھیں بہکا نہ دے:

« أَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ، مَا أُحِبُّ أَنْ تَرْفَعُوْنِيْ فَوْقَ مَنْزِلَتِيْ الَّتِيْ أَنْزَلَنِيَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ »[1]

''میں محمد (ﷺ) ہوں، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول، مجھے یہ پسند نہیں کہ تم مجھے میرے اس مرتبہ سے آگے بڑھاؤ جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے۔''

6 قبرستان میں مساجد تعمیر کرنا:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: جب رسول اللہ ﷺ مرض الموت میں مبتلا تھے تو آپ ﷺ اپنے چہرۂ مبارک پر کبھی کپڑا ڈالتے اور کبھی ہٹاتے تھے، اسی دوران میں آپ ﷺ نے کئی بار فرمایا:

« لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى، اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ » يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا.[2]

''یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔'' آپ ﷺ ان کے اس طرزِ عمل سے امت کو ڈرا رہے تھے۔

---

[1] مسند أحمد، رقم الحديث (١٢٥٥١) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٤٤٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٣١))

7 قبروں اور مزاروں پر عرس اور میلے لگانا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا تَجْعَلُوا قَبْرِيْ عِيدًا، وَلَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَصَلُّوا عَلَيَّ وَ سَلِّمُوا حَيْثُ مَا كُنْتُمْ، فَسَيَبْلُغُنِي سَلَامُكُمْ وَ صَلَاتُكُمْ»[1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری قبر پر میلہ نہ لگانا اور نہ ہی اپنے گھروں کو قبرستان بنانا، تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود وسلام بھیجتے رہنا، تمھارا سلام اور درود مجھ تک پہنچتا رہے گا۔''

«لَا تَجْعَلُوا قَبْرِيْ عِيدًا» یعنی میری قبر کو عبادت کی جگہ نہ بناؤ کہ وہاں نمازیں پڑھو، یا دعائیں مانگو، آپ ﷺ نے اس ارشادِ گرامی میں توحیدِ باری تعالیٰ میں کسی قسم کے خلل سے بچنے کے لیے امت کی راہنمائی فرمائی ہے۔

8 تعویذ لٹکانا، دم شدہ کڑے یا انگوٹھیاں پہننا اور دھاگے باندھنا:

نظرِ بد یا کسی شر سے بچاؤ یا کسی بیماری سے شفایابی کے لیے تعویذ لٹکانا، کڑا یا دھاگا باندھنا، یا انگوٹھیاں پہننا شرکِ اصغر کی ایک شکل ہے، کیونکہ یہ شرکِ اکبر تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَقْبَلَ إِلَيْهِ رَهْطٌ، فَبَايَعَ تِسْعَةً وَ أَمْسَكَ عَنْ وَّاحِدٍ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بَايَعْتَ تِسْعَةً وَّ تَرَكْتَ هٰذَا؟ قَالَ: «إِنَّ عَلَيْهِ تَمِيمَةً»، فَأَدْخَلَ يَدَه فَقَطَعَهَا، فَبَايَعَهُ وَقَالَ: «مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ»[2]

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٢٠٤٤) اسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

[2] مسند أحمد، رقم الحديث (١٧٤٢٢) اس کی سند قوی ہے۔

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (دس) آدمیوں کا ایک گروہ (بیعتِ اسلام کے لیے) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے نو (۹) افراد سے بیعت لی اور ایک آدمی سے بیعت نہیں لی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! (کیا وجہ ہے) آپ نے نو آدمیوں سے بیعت لی ہے اور اس کو چھوڑ دیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس نے تعویذ پہنا ہوا ہے۔'' پھر اس نے ہاتھ ڈال کر تعویذ کو کاٹ کر اتار پھینکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بیعت لی اور فرمایا: ''جس نے تمیمہ (تعویذ) لٹکایا، اس نے شرک کیا۔''

شرک کے نقصانات

1 شرک اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو منقطع کر دیتا ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسی بھی قسم کی شراکت داری اور ساجھ پن سے بے نیاز ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: « قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيْهِ مَعِي غَيْرِيْ تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ » [1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: میں تمام شریکوں میں سب سے زیادہ شرک سے بے نیاز ہوں اور جو شخص ایسا عمل کرے کہ جس میں میرے ساتھ کسی اور کو بھی شریک کرے تو میں اسے بھی اور اس کے شرک کو بھی چھوڑ (دھتکار) دیتا ہوں۔“

2 شرک سب سے بڑا ظلم (ناانصافی) ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لقمان حکیم کی اپنے بیٹے کو نصیحت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾ [لقمان: ١٣]

”اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: اے میرے بیٹے! کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک مت بنانا، کیونکہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔“

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢٩٨٥)

3 شرک اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بہتان ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴾ [النساء: ٤٨]

''جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے گویا کہ اس نے بہت بڑا بہتان لگایا ہے۔''

4 شرک بہت بڑی گمراہی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴾ [النساء: ١١٦]

''بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کو کبھی نہیں بخشے گا، اس کے علاوہ گناہوں کو جس کے لیے چاہے گا معاف کر دے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ گمراہی میں بہت دور نکل جاتا ہے۔''

5 حالتِ شرک میں مرنے والے کو اللہ تعالیٰ کبھی نہیں بخشے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ ﴾

[النساء: ١١٦]

''بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کو کبھی نہیں بخشے گا، اس کے علاوہ گناہوں کو جس کے لیے چاہے گا معاف کر دے گا۔''

6 شرک انسان پر جنت کو حرام اور جہنم کو لازم کر دیتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴾ [المائدة: ٧٢]

''جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بناتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔''

7 شرک نیک اعمال کو ضائع اور برباد کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چند برگزیدہ شخصیات کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا:

﴿ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهۡدِىۡ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ‌ؕ وَلَوۡ اَشۡرَكُوۡا لَحَبِطَ عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴾ [الأنعام: ٨٨]

”یہی اللہ کی ہدایت ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کی توفیق عطا کرتا ہے اور اگر (بفرضِ محال) یہ حضرات بھی شرک کرتے تو ان کے اعمال بھی ضائع ہو جاتے۔“

8 شرک یقینی طور پر جہنم کا راستہ ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: « وَمَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ »[1]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کی حالت میں موت آئی وہ لازمی طور پر جہنم میں جائے گا۔“

شرکِ خفی (پوشیدہ) کے نقصانات:

1 شرکِ خفی سے بچنا بہت مشکل ہے، کیونکہ اس کی طرف بلانے والے تقاضے اور اسباب ظاہری طور پر قوی اور پر کشش ہیں، اور اس سے بچنے کے لیے انسان کو بہت زیادہ جدوجہد کرنا پڑتی اور بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

2 شرکِ خفی کا تعلق اعمالِ قلوب کے ساتھ ہے۔ شرکِ خفی چونکہ لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ ہوتا ہے، کیونکہ اس کا تعلق اعمالِ قلوب کے ساتھ ہے اس لیے اس میں

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٩٣)

مبتلا ہونے کے امکانات بھی زیادہ ہوتے ہیں اور بہت سے لوگ ان اعمال کے حکم سے ناواقف ہونے کے سبب اپنی کم عملی اور جہالت کی بنا پر شرکِ خفی کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔ بخلاف شرکِ جلی (ظاہری شرک) کے، مثلاً: غیر اللہ کو سجدہ کرنا یا فوت شدگان سے استغاثہ کرنا یا غیر اللہ کی قسم کھانا، ان چیزوں کا حکم واضح ہے اوران اعمال کے مرتکب کو وعظ ونصیحت کے ذریعے ان میں وقوع پذیر ہونے سے روکا اور بچایا جا سکتا ہے۔

3. شرکِ خفی میں شرکِ اکبراور اصغر میں فرق کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ بسا اوقات انسان کسی عمل کو شرکِ اصغر گمان کرتا ہے لیکن درحقیقت وہ شرکِ اکبر ہوتا ہے جو انسان کے اعمال کو ضائع کر دیتا یا اسے دینِ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

شرک کا علاج

شرک جیسی خطرناک بیماری کا علاج چند طریقوں سے کیا جاسکتا ہے:

1. کلمۂ توحید ”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ“ کے صحیح مفہوم سے آگاہی حاصل کرنا۔
2. عقیدۂ توحید کو مخدوش کرنے والے اور اس میں خلل ڈالنے والے ہر قول و عمل کو فوری طور پر ترک کرنا اور اس سے سچی توبہ کرنا۔
3. کثرت کے ساتھ یہ دعا کرنا:

”اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ“

”اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں دانستہ تیرے ساتھ شرک کروں اور لاعلمی میں ہونے والے شرک سے معافی چاہتا ہوں۔“

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَلشِّرْكُ أَخْفَى مِنْ دَبِيبِ النَّمْلِ، أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتَهُ ذَهَبَ عَنْكَ قَلِيلُهُ وَ كَثِيرُهُ، قُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ»[1]

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بے شک شرک

---

[1] رواه ابن السني في عمل اليوم والليلة (٢٨) حديث صحيح.

چونٹی کے رینگنے سے زیادہ خفیہ طریقے سے انسان میں سرایت کر جاتا ہے۔ کیا میں آپ کو ایسا عمل نہ بتاؤں کہ جس کے کرنے سے آپ ہر قسم کے کم یا زیادہ شرک سے محفوظ رہیں گے۔ تو یہ دعا پڑھا کرو:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ»

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں دانستہ تیرے ساتھ شرک کروں اور لاعلمی میں ہونے والے شرک سے معافی چاہتا ہوں۔''

4 غیر اللہ کی قسم کھانے کا کفارہ:

غیر اللہ کی قسم کا کفارہ ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى، فَلْيَقُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ»[1]

''تم میں سے جو قسم کھائے اور یہ کہے: لات اور عزیٰ کی قسم، تو اسے کلمۂ توحید ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کا اقرار کرنا چاہیے۔''

علامہ ابن باز رحمہ اللہ اس کی توجیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''چونکہ غیر اللہ کی قسم کھانے والا شرک کی ایک قسم کا ارتکاب کرتا ہے، اس لیے اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اخلاص اور صدقِ دل سے کلمۂ توحید کا اقرار کرے تاکہ اس کے اس شرکیہ کام کا کفارہ ہو سکے۔''[2]

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٦١٠٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٦٤٧)

[2] مجموع الفتاوىٰ (١٤٢/٣)